www.KitaboSunnat.com

سلیم تابانی

رسالتمآبؐ کی جنگی پالیسی اور دفاعی نقطۂ نظر

اسلام کے سلسلہ میں دشمن عموماً یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ اسلام چونکہ ایک جارحانہ مذہب ہے اس لیے اس کی عمومی دعوت کو کامیابی سے ہمکنار ہونے میں کچھ زیادہ وقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور دوسرے مذاہب کے مقابلے میں یہ قلیل عرصہ میں اقصائے عالم میں پھیل گیا۔ اس سراسر معاندانہ اور متعصبانہ اعتراض کے اگرچہ آج تک بہت کافی اور شافی جوابات دیے جا چکے ہیں لیکن دلوں کے امراض کا علاج جس طبیب مطلق کے پاس ہے وہی اس بیماری کو زیادہ کردے تو پھر انسانی دلائل و براہین کیا کام دے سکتے ہیں اور حقیقت حال کی وضاحت اپنا کیا اثر دکھا سکتی ہے۔ تاہم ہمارے نزدیک چونکہ یہ پروپیگنڈہ یکسر بے بنیاد ہے اور اس کے پس پردہ عقل و فکر سے عاری اور تعصب و عناد کی ذہنیت کارفرما ہے اس لیے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ دعوتِ اسلام کی محیّر العقول کامیابی کے اصل محرکات کا سراغ لگائیں اور دیکھیں کہ آخر وہ کیا بات تھی جس نے اس تحریک کو دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک نہ صرف پہنچا دیا بلکہ لوگوں کو اس کا گرویدہ بنا دیا اور وہ اسلام میں جوق در جوق اور فوج در فوج داخل ہونے لگے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی حیرت انگیز کامیابی میں دو عنصر بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور باقی تمام چیزیں انہی دو عناصر کا ظہور ہیں۔ پہلا عنصر تو خود اس دعوت کی نوعیت ہے کہ یہ دعوت فطرت انسانی کے عین مطابق اور کائناتِ انسانی کے مسائل و مصائب کے لیے نسخۂ کیمیا کا حکم رکھتی تھی اور دوسرے اس دعوت کے علمبردار کی اپنی شخصیت اس قدر محامد و محاسن کا مجموعہ تھی کہ عقل انسانی کے لیے اس سے آگے سوچنا بھی ممکن نہیں تھا اور فطرت سلیمہ اس سے متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتی تھی۔

اس وقت چونکہ ہمارا موضوع محسن انسانیت، فاتح بدر و حنین کی شخصیت مقدسہ کے صرف ایک پہلو — حربی پہلو یا جنگی پالیسی کے بارے میں کچھ گزارشات کرنا ہے اس لیے ہم آپؐ کی فوجی مہارت، عسکری قابلیت اور جنگی پالیسی کے متعلق چند شواہد پیش کرتے ہیں تاکہ اس حقیقت کی دنیا پر بار دگر وضاحت ہو جائے کہ اسلام، جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے صلح و سلامتی کا مذہب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرب و قتال سے گریزاں رہے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہرگز نہیں تھی کہ آپ فنونِ جنگ سے واقف نہیں تھے بلکہ اس کا حقیقی، اور اصلی سبب آپ کی مصالحانہ روش تھی اور آپ کی مصالحانہ روش کے پس پردہ کارفرما آپ کے اندر کا انسانی ہمدردی اور شفقت کا جذبہ تھا اسی لیے بجز انتہائی ناگزیر صورتوں کے آپ نے جنگ کا آغاز کبھی نہیں کیا۔ بامرِ مجبوری اگر آپؐ کو جنگ کے لیے نکلنا ہی پڑا تو اس میں بھی آپ کا اساسی کلیہ ہمیشہ یہی رہا کہ مخالف عنصر کا خون بہانے کے بجائے اسے بے بس کر دیا جائے تو اس کے اندر ضعف و کمزوری کا احساس اس حد تک راسخ ہو جائے کہ یا تو وہ دستِ تعاون بڑھانے پر آمادگی کا اظہار کر دے یا مزاحمت چھوڑ دے اور ہمارے راستے سے ہٹ جائے۔ اردو کے مشہور سیرت نگار ڈاکٹر حمید اللہ صدیقی نے حضورؐ کی سیرت مقدسہ کے اس پہلو پر خاص طور سے بڑا جامع اور وقیع کام کیا ہے وہ اپنی کتاب "عہدِ نبویؐ کے میدان جنگ میں" لکھتے ہیں کہ "اصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کو نیست و نابود کرنے کی جگہ مجبور کرنا پسند فرمایا۔" دوسری جگہ اپنی کتاب "عہد نبوی میں نظامِ حکمرانی" میں رقمطراز ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست قریش کو تباہ و نابود کرنے پر نہیں، بلکہ محفوظ رکھ کر بے بس اور مغلوب کر دینے پر مشتمل تھی۔"

فاضل محقق نے اپنے اس نظریے کو بڑے مضبوط دلائل کے ساتھ بڑی خوبی سے ثابت کیا ہے۔ ان کے بیان کردہ تفصیلی سلسلہ واقعات اور ان پر تبصرے کا لب لباب یہ ہے کہ مؤلف "محسن انسانیت" نے اس طرح لکھا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پالیسی کے لیے حسب ذیل عملی خطوط اختیار فرمائے۔ اول یہ کہ آپ نے اپنی دفاعی طاقت کو تعداد، تنظیم، جفاکشی، جنگی تیاری اور اخلاقی تربیت کے لحاظ سے بڑی تیزی کے ساتھ نشوونما دی، پھر اس کو مشین کی طرح نقل و حرکت میں رکھا اور مخالف طاقتوں کو مرعوبیت اور خوف کا ہدف بنایا۔ دوسرے یہ کہ اہل مکہ کی تجارتی شاہراہ کی ناکہ بندی (BLOKADE) کر کے ان کا زور توڑ دیا۔ پھر معاہداتی رابطوں کے ذریعے مختلف قبائل کو تدریجاً دشمن سے توڑ کر اپنے ساتھ لے لیا، کبھی فوجی کارروائی کے لیے اچانک کسی متوقع پر دشمن کو تیاری کی مہلت دیے بغیر جا لیا جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر اظہار ہوا، کبھی غیر متوقع راستے اختیار کر کے اور نقل و حرکت کی منزل مقصود کو پردۂ راز میں رکھ کر مخالف طاقت کو غلط فہمی میں ڈال دیا جیسا کہ غزوہ بنی مصطلق کے واقعہ سے ظاہر ہے، کبھی اپنا نقشۂ جنگ اپنے حق میں بنا لیا جیسا کہ غزوۂ بدر میں ہوا اور کبھی کوئی ایسی نئی تدبیر اختیار کر لی جس کا دشمن کو تجربہ نہ رہا ہوا اور وہ اس تدبیر کے بروئے کار آنے پر حملہ آور ہونے سے پہلے ہی حیرت میں پڑ گیا ہو جیسا کہ غزوۂ احزاب یعنی جنگ خندق میں ہوا۔

آئیے اب حضورؐ کی دفاعی پالیسی کا ذرا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیں کیونکہ آپ کے عہد کی جنگیں دفا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تاریخ بلکہ انسانی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہیں اور دوست تو دوست مخالف بھی حضورؐ کی غیر معمولی دفاعی صلاحیت واستعداد سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں پاتے جیسا کہ نپولین کہا کرتا تھا کہ تعداد کی کمی کے باوجود اگر کسی فوج میں جنگجویانہ روح موجود ہو تو وہ اپنے سے کئی گنا زیادہ لشکر کے مقابلے میں فتح مند و سرخرو ہو سکتی ہے۔ یہ بالکل وہی بات ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوتِ ایمانی سے تعبیر فرمایا کرتے تھے بلکہ قوتِ ایمانی کے مقابل کسی دیگر داعیہ اور سپرٹ کو رکھا ہی نہیں جا سکتا اور جسے قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے ان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین۔ اگر تم سے سو آدمی ثابت قدم رہے تو وہ دو سو پہ غلبہ پالیں گے"۔ نپولین کی نظر میں تھا کہ عہد نبوی کی جنگوں میں مسلمانوں کا اکثر دگنی تگنی اور بعض اوقات دس گنی قوت سے مقابلہ ہوا اور قریب قریب ہمیشہ فتح مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ فوجی قائدین کی نگاہ میں ایڈولف ہٹلر بھی بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ نپولین اور ہٹلر دونوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ دشمن کی سرگرمیوں کا پتہ چلتے ہی اس کی سرکوبی میں ذرہ بھر تامل نہیں کرتے تھے اور حالات کیسے ہی ناموافق ہوں کسی توقف کے بغیر دشمن کے سر پہ پہنچ کر اس کو سراسیمہ کر دیتے تھے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ان سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پہ یہی تدبیر اختیار نہیں فرمائی تھی۔ یہ وہ وقت تھا کہ موسم یکسر ناموافق تھا اور حالات بھی قطعاً ناسازگار لیکن اسلامی سرحدوں پر رومیوں کی سرگرمیوں کا حال سن کر آپؐ ایک بہت بڑے لشکر کی ہمراہی میں دشمنوں کی مدافعت کے لیے عین موقع پہ پہنچ گئے اور ہرقل یا تو مکر و فریب کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مشغول تھا اور خبر سنتے ہی ہوش و حواس کھو بیٹھا اور اس کی فوج مسلمانوں کے پہنچنے سے قبل ہی منتشر ہو گئی۔ اسی طرح کے اور بہت سے جنگی اقدامات اور دفاعی تدبیریں ہیں جن میں دنیا کے مشہور ماہرین دفاع نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنا شعار بنایا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ حضورؐ کے عمل اور ان کے عمل میں ایک واضح فرق موجود ہے اور وہ یہ کہ حضور کا مقصد انتہائی پاکیزہ تھا، آپ ترجیحِ الٰہی، عدل وانصاف اور مکارمِ اخلاق کی نشر و اشاعت کے لیے میدانِ جنگ میں آنے پر مجبور کر دیے جاتے تھے اور نپولین اور ہٹلر کے پیش نظر ہوس ملک گیری کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود و مبارک میں غزوات[1] اور سرایا[2] کی ابتدا بعد ہجرت کے بعد

---

[1] جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے۔

[2] جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا اور خود ساتھ نہ گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے اور دس برس میں باختلاف روایات ستائیس یا انتیس یا پچیس یا اس سے کم و بیش غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی۔ اور ساٹھ کے قریب سرایا بھیجے۔ اہل سیر نے سات غزوات کو خاص اہمیت دی ہے جن میں بدر، احد، خندق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور تبوک شامل ہیں۔ تمام غزوات و سرایا کا جنگی نقطۂ نظر سے جائزہ لیں تو حضورؐ کی کامیاب دفاعی پالیسی کا کمال اس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس دس سال کی مختصر جنگی مدت میں دس لاکھ مربع میل سے بھی زیادہ رقبہ آپؐ کے زیر اقتدار آچکا تھا گویا اسلامی مملکت دو سو چوہتر مربع میل روزانہ کے اوسط سے وسعت اختیار کر رہی تھی۔ اس میں ایک انتہائی اہم نکتہ یہ ہے کہ اس وسیع و عریض علاقے کی فتح میں جس میں یقیناً کروڑوں کی آبادی تھی دشمن کے بمشکل ڈیڑھ سو آدمی قتل ہوئے اور دس سال میں مسلمان فوج کا مشکل سے ماہانہ ایک سپاہی شہید ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ مفتوحہ علاقوں میں قبضے کا استحکام، مفتوحین کا ذہنی تزکیہ، اور ایسے افسروں اور سپاہیوں کی تعلیم و تربیت جنھوں نے آپ کی وفات کے بعد صرف پندرہ سال کے قلیل عرصے میں تین براعظموں ایشیا افریقہ اور یورپ پر پھیلے ہوئے علاقوں پر حکومتِ مدینہ کا تسلط قائم کر دیا۔ ایسے امور ہیں جو دنیا کے ہر جنگی قائد اور دفاعی سیاست کے ماہر کو آپ کے آگے زانوئے تلمذ طے کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

جمعیتہ اہل حدیث کا ترجمان — مسلک اہل حدیث کا ترجمان

ہفت روزہ "الاسلام"

زیر ادارت: جناب بشیر انصاری ایم۔ اے (علوم اسلامی) ایم۔ اے (ادبیات اردو)

"الاسلام" بلند پایہ مضامین کا مرقع — فتاویٰ اہل حدیث سے مزین

جماعتی کوائف کا آئینہ دار — اور — حالات حاضرہ کا مبصر ہے۔

سالانہ چندہ: ۱۵/- روپے — فی پرچہ: ۵۰ پیسے

نمونے کا پرچہ کارڈ لکھ کر مفت طلب فرمائیں

خط و کتابت اور ترسیل زر کے لیے پتہ

مینجر ہفت روزہ "الاسلام" جامعہ محمدیہ چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: ۳۶۲۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ